سلسلۂ مطبوعات
برکات بکڈپو
Barakaath Book Depot
۵۳

عقائدِ اسلام
صفاتِ ایمان
اور
احکامِ دین کی اجمالی فہرست



مرتب
مولانا محمد عبدالقوی
ناظم ادارہ اشرف العلوم حیدرآباد

ناشر
برکات بکڈپو Barakaath Book Depot و ادارہ اشرف العلوم حیدرآباد

عقائد اسلام

صفحہ ۶ تا ۲۰

کتاب کے اس حصے میں اسلام کے بنیادی وضروری عقائد جمع کئے گئے ہیں جن کے مطالعے سے عامۃ المسلمین بالخصوص سالکین راہِ طریق کو عقائدِ اسلام کا ضروری علم حاصل ہوگا، اور اہل السنۃ والجماعۃ کے اِن بنیادی عقائد کو جان لینے اور مان لینے کے بعد گم راہ جماعتوں کے فریب اور دھوکہ میں آنے سے حفاظت رہے گی؛ بلکہ مسلم بچوں کو اس کا یاد دلا دینا ان کی سلامتیٔ ایمان کے لئے مفید و مؤثر ہوگا۔

صفاتِ ایمان

صفحہ ۲۲ تا ۲۹

کتاب کے اس حصے کے مطالعے سے ایک بندۂ مومن کو معلوم ہوگا کہ وہ ایمانی درجات میں کیسے ترقی کرسکتا ہے، اور کمالِ ایمان کی آخری منزل کو کیسے پاسکتا ہے، بندہ کے اعضاء و جوارح بالخصوص دل وزبان سے سیکڑوں ایسے اعمال انجام پاتے ہیں جن سے اس کا ایمان بڑھتا جاتا ہے اور بہت سے ایسے اعمال انجام پاتے ہیں جن سے ایمان گھٹتا جاتا ہے۔ اس حقیقت کا علم اس حصے کے مطالعہ سے انشاء اللہ حاصل ہوگا۔

احکامِ دین کی اجمالی فہرست

صفحہ ۶ تا ۲۰

کتاب کے اس حصے میں بخاری شریف میں ذکر کردہ احکامِ دین کے عناوین بیان کئے گئے ہیں جن کے مطالعے سے مسلمانوں میں دین کا ناقص تصور ختم ہوگا اور دین کے تفصیلی احکام علماء سے جاننے کی فکر پیدا ہوگی، اور سات قسم کے فوائد حاصل ہوں گے جن کا ذکر اس حصے کے مقدمہ میں مرتب نے کردیا ہے۔

نظرِ ثانی وتقریظ

حضرت مولانا مفتی جمال الدین صاحب مدظلہٗ

استاذ حدیث وصدر مفتی دارالعلوم حیدرآباد

نحمدهٗ ونصلی علی رسوله الکریم امابعد!

یہ ایک ابدی صداقت ہے کہ دین اسلام آخری دین ہے، اور قیامت تک کے لئے یہی دین ساری انسانیت کی فلاح وکامیابی کے لئے کافی ہے، اس سے لازماً یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اسے ہر زمانہ، ہر ماحول، ہر ذہنی سطح اور ہر زبان میں اس طرح پیش کرنے کی ضرورت ہے کہ اس کے ماننے والوں کے ایمان واطمینان میں اضافہ ہو، اور ایک طالب حق اور سلیم الطبع انسان کو اسلامی عقائد واحکام کے سمجھنے میں آسانی ہو، حضرت علیؓ سے موقوفاً روایت ہے: حدثوا الناس بما یعرفون [1] یعنی لوگوں سے ان کی عقلی سطح اور فہم کے مطابق دینی باتیں کیا کرو۔

اس قانونِ فطرت کا تقاضہ ہے کہ اسلام کے عقائد واحکام کو آسان وشستہ زبان میں پیش کیا جائے، جیسا کہ امام غزالی، جلال الدین رومی، حافظ ابن تیمیہ، شاہ ولی اللہ اور مولانا اشرف علی تھانوی رحمہم اللہ کی تحریروں میں اس طرح کے نمونے ملتے ہیں، اسی سلسلے کی ایک کڑی زیر نظر رسالہ ''عقائد اسلام، صفاتِ ایمان، اور احکامِ دین کی اجمالی فہرست'' ہے۔

اس کتاب کے مصنف حضرت مولانا محمد عبدالقوی صاحب دامت برکاتہم، ناظم ادارہ اشرف العلوم حیدرآباد ہیں، جنہیں رسوخ فی العلم کے ساتھ عوام وخواص کے مختلف حلقوں سے وابستگی اور ان کے حالات وخیالات سے واقفیت بھی ہے، آپ کا تعلق جہاں عوام الناس سے ہے وہیں علماء، واعظین اور دانشوروں سے بھی اختلاط اور نشست وبرخاست ہے، دقیق مسائل کو

---

[1] (بخاری: باب من خصَّ بالعِلمِ قوماً دونَ قوم کَراهِيَةَ اَنْ لاَ يَفْهَمُوا)

سہل اور عام فہم طریقہ پر سمجھانے اور سادہ زبان بولنے اور لکھنے کا سلیقہ اور ہنر بھی رکھتے ہیں، ان سب کے علاوہ آپ اخلاص، سوز دروں، اور دعوت کے طاقت ور جذبہ سے بھی متصف ہیں۔

اس کتاب کے تین حصے ہیں، جیسا کہ خود اس کے نام سے واضح ہے، پہلا حصہ ''عقیدۃ الطحاوی'' کا ترجمہ ہے، جس میں اسلامی عقائد کو سادہ انداز میں بیان کیا گیا ہے، اس میں نہ کلامی مسائل کی موشگافیاں ہیں، نہ دلائل کے انبار، محض عقائد کا بیان ہے، جو کم پڑھے لکھے لوگوں کی تکمیل ضرورت کے لئے کافی ہے، ترجمہ مکمل ہونے کے بعد ایک عنوان ''باطل اور گمراہ مذہبوں'' کا ہے، اس کے ذیل میں موجودہ زمانے کے سرگرم فرقوں کا نہایت اختصار کے ساتھ تعارف اور ان سے بچنے کی تلقین ہے، جو خاص طور سے لائق مطالعہ ہے، دوسرے حصہ میں صفاتِ ایمان کا بیان ہے، اس میں مسلم شریف کی مشہور حدیث: الایمان بضع وسبعون شعبۃ الخ اور حدیثِ جبرئیل کی تشریح، اس کے بعد قلبی، لسانی، اور جسمانی اعمال کی نشان دہی ہے اور تیسرے حصہ میں بخاری شریف کے مرکزی عناوین کا ترجمہ اور اس کے تحت امام بخاریؒ نے جو ذیلی عنوانات قائم کئے ہیں ان کی تعداد کا ذکر ہے، جس کا نام ''احکامِ دین کی اجمالی فہرست'' دیا گیا ہے۔

اس طرح یہ کتاب کم پڑھے لکھے اور سادہ ذہن کے لوگوں کے لئے عقائد کے متعلق صحیح معلومات، صفاتِ ایمان اور ان کے تقاضوں کی تفصیل اور احکامِ دین کے اجمالی تذکرہ پر مشتمل ہے، جو عام فہم ہونے کے ساتھ اپنے اندر توازن اور حقیقت پسندی لئے ہوئے ہے اور حشو وزوائد سے پاک بھی ہے، جو مولانا کی تحریر کا خاص امتیاز ہے۔

اللہ تعالیٰ مصنف دامت برکاتہم کی دیگر کتابوں کی طرح اس کتاب کو بھی قبولیت سے نوازے، عوام الناس کو اس سے فائدہ اُٹھانے کی توفیق عطا فرمائے، مولانا کی اس مخلصانہ اور گراں قدر محنت کو قبول فرمائے اور اس کے نفع کو عام وتام فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔

محمد جمال الدین قاسمی
خادم دار العلوم حیدر آباد

۵ محرم الحرام ۱۴۴۲ھ
مطابق: ۲۵ اگست ۲۰۲۰ء

(۱) عقائدِ اسلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ وبہ نستعین

دینِ اسلام میں جو سب سے بنیادی چیز ہے وہ ایمان وعقیدہ ہے، عقائد میں جو سب سے بنیادی عقیدہ ہے وہ توحید کا عقیدہ ہے، تمام انبیاء علیہم السلام کی اصل دعوت دعوتِ توحید ہے، یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ کو ذات وصفات کے اعتبار سے یکتا ویگانا تسلیم کرنا، دل سے یقین کرنا، زبان سے اقرار کرنا اور پوری زندگی اس پر جمے رہنا، کسی طرح کے شرک میں مبتلا نہ ہونا بلکہ اس کا شبہ پیدا کرنے والے کاموں سے بھی دور رہنا۔

عقیدۂ توحید کے بعد عقیدۂ رسالت اور عقیدۂ آخرت ہے، پھر ان تینوں عقیدوں سے متعلق کئی کئی عقیدے ہیں، آدمی اگرچہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت سے مسلمانوں میں شمار ہو جاتا ہے مگر مسلمان ہونے کے بعد اس کو اسلام کے عقائد بہ قدرِ ضرورت جاننا اور ان کی تصدیق کرنا بھی ضروری کام ہے۔

ہم نے اسی لئے اس رسالے میں سالکینِ راہِ خدا کو اس ضروری کام میں مدد کرنے کی نیت سے اہل السنہ والجماعۃ کے عقیدوں کی بہت ہی معتبر اور مستند کتاب "عقیدۃ الطحاوی" کا خلاصہ آسان اور عام فہم اردو میں مرتب کر دیا ہے، انشاء اللہ ایک مسلمان کے لئے اس قدر جان لینا اور مان لینا بہت کافی ہوگا۔ اصل کتاب بھی چوں کہ عوام الناس کے لئے لکھی گئی تھی؛ اس لئے اس میں دلائل کا اہتمام نہیں کیا گیا تھا، البتہ اس کتاب کی بڑے بڑے علماء نے شروحات لکھی ہیں، جو عربی زبان میں موجود ہیں، ان میں دلائل بھی جمع کر دیے گئے ہیں، یہ شروحات بھی علماء کو کام آسکتی ہیں، عوام نہ دلائل کو سمجھ سکتے ہیں اور نہ انہیں اس کی ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ توفیق عمل نصیب فرمائے۔ آمین   والسلام۔ محمد عبد القوی غفرلہٗ

عقائدِ اسلام

اٰمنتُ بِاللّٰهِ وَمَلائِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ۔

ایمان لایا میں اللہ پر، اور اس کے فرشتوں پر، اور اس کی کتابوں پر، اور اس کے رسولوں پر اور قیامت کے دن پر اور اس پر کہ اچھی بُری تقدیر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، اور مرنے کے بعد اُٹھائے جانے پر۔

(١)

اللہ تعالیٰ کے بارے میں ہمارا عقیدہ ہے کہ:

(١) اللہ تعالیٰ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں (٢) بے مثال ہے، کوئی چیز اس کے مشابہ نہیں (٣) بڑی طاقت والا ہے، کوئی اس کو عاجز نہیں کر سکتا (٤) ہمیشہ سے ہے، ہمیشہ رہے گا (٥) اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں (٦) زندہ ہے، ہر چیز کو تھامے ہوئے ہے (٧) ساری مخلوق کو اس نے پیدا کیا، اس کو کسی نے پیدا نہیں کیا (٨) نہ اس کا باپ ہے، نہ اولاد ہے، نہ بیوی ہے، نہ برابر والا، نہ بڑا (٩) وہ کسی کا محتاج نہیں، سب مخلوق اس کی محتاج ہے (١٠) جو چاہتا ہے کرتا ہے، کوئی چیز اس کے ارادے کے بغیر موجود نہیں ہو سکتی (١١) ہر چیز پر قادر ہے (١٢) وہی زندگی دیتا ہے، وہی موت دیتا ہے، وہی مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے گا (١٣) وہی پیدا کرتا ہے، وہی روزی دیتا ہے (١٤) اس کی تمام صفتیں اس کی ذات کی طرح ہمیشہ سے ہیں، ہمیشہ رہیں گی (١٥) اس کا علم محیط ہے یعنی کوئی چیز اس سے ڈھکی چھپی نہیں ہے (١٦) ہدایت و گمراہی اسی کے قبضے میں ہے (١٧) اس کی تقدیر کے مطابق تمام کام انجام پاتے ہیں (١٨) اس کے فیصلوں کو نہ کوئی ٹال سکتا ہے، نہ رد کر سکتا ہے (١٩) کوئی اس کے اوپر غالب نہیں آ سکتا (٢٠) بندوں کو سزا دینا اس کا عدل ہے، معاف کر دینا اس کا فضل ہے (٢١) انسان کا علم و عقل اللہ تعالیٰ کی حقیقت کو پا نہیں سکتے (٢٢) اس کی ذات سے متعلق سننے،

دیکھنے، پکڑنے، چلنے دوڑنے جیسے افعال اور چہرہ، ہاتھ، پنڈلی جیسے اعضاء اور لوح و قلم عرش وکرسی جیسی اشیاء کا ذکر قرآن وحدیث میں آیا ہے، ہم ان کی حقیقی کیفیت متعین کئے بغیر ان پر اسی طرح ایمان لاتے ہیں، نہ الفاظ کا انکار کرتے ہیں اور نہ معانی کو تبدیل کرتے ہیں، اس سلسلہ میں بحث مباحثہ کو بھی جائز نہیں سمجھتے۔[1]

(۲)

فرشتوں کے بارے میں ہمارا عقیدہ ہے کہ:

(۱) اللہ تعالیٰ نے ان کو نور سے پیدا کر کے مختلف کاموں پر مقرر فرمایا ہے (۲) وہ ہماری نظروں سے غائب ہیں (۳) نہ مرد ہیں نہ عورت، نہ ان کے ماں باپ ہیں اور نہ اولاد (۴) وہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی پابندی کرتے ہیں، نافرمانی بالکل نہیں کرتے، جس کام پر لگا دیا گیا ہے اس میں لگے رہتے ہیں (۵) ان میں سے چار فرشتے بہت مشہور ومقرب ہیں: حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت میکائیل علیہ السلام حضرت عزرائیل علیہ السلام (ملک الموت) اور حضرت اسرافیل علیہ السلام

(۳)

آسمانی کتابوں کے بارے میں ہمارا عقیدہ ہے کہ:

(۱) قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام اور اس کی کتاب ہے (۲) حقیقتاً اللہ تعالیٰ کی ذات ہی سے ظاہر ہوا ہے (۳) اس کے ظاہر ہونے کی کیفیت نہ ہم جان سکتے ہیں اور نہ اس کا کوئی تصور کر سکتے ہیں (۴) اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنے فرشتے حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر نازل فرمایا ہے (۵) قرآن کریم مخلوق نہیں ہے، کیوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے (۶) اس کا کچھ حصہ متشابہات کہلاتا ہے، اس کے معنیٰ کو ہم اللہ تعالیٰ کے حوالے کرتے ہیں

---

[1] عوام الناس کو تو اس قسم کی باتوں میں قطعاً دخل نہیں دینا چاہیئے، کیوں کہ ذرا بھی لغزش ہوگئی تو ایمان سے تک ہاتھ دھو بیٹھیں گے، اس لئے بہت ڈرنے اور دور رہنے کا مقام ہے۔ امام غزالیؒ نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ عوام کا کسی بڑے سے بڑے گناہ میں مبتلا ہو جانا اتنا بُرا اور خطرناک نہیں ہے جتنا کہ اللہ تعالیٰ کی اسماء وصفات کے بارے میں گفتگو کرنا خطرناک اور بُرا ہے۔

(۷) اس کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے خود لی ہے، ہم یقین رکھتے ہیں کہ بغیر کسی قسم کی کمی بیشی کے جس طرح نازل ہوا تھا اسی طرح ہم تک پہنچا ہے (۸) اس کے تمام احکام برحق ہیں (۹) اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی پچھلی کتابوں کے احکام منسوخ ہو چکے ہیں (۱۰) قیامت تک اب صرف قرآن کریم ہی اللہ تعالیٰ کی وہ واحد کتاب ہے جو ہر طرح سے محفوظ ہے (۱۲) اس کتاب کے نزول کے بعد اب کسی بھی کتاب یا کلام الٰہی کے نزول کا دعویٰ جھوٹا اور باطل ہے (۱۲) اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے بھی بعض پیغمبروں کو کتابیں دی تھیں (۱۳) وہ کتابیں بالکل برحق ہیں؛ لیکن آج اپنی اصل شکل میں موجود نہیں ہیں (۱۴) ان میں لوگوں نے اپنی طرف سے تحریف اور تبدیل کر دی ہے (۱۵) ان میں سے مشہور کتابیں: تورات، زبور، اور انجیل ہیں (۱۶) ان کے احکام اپنے اپنے زمانے میں واجب العمل تھے (۱۷) ہم ان سب کتابوں پر مجموعی طور سے ایمان لاتے ہیں۔

(۴)

انبیاء کرام علیہم السلام کے بارے میں ہمارا عقیدہ ہے کہ:

(۱) ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے قبل حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک بہت سے پیغمبر تشریف لائے، ان میں بعض نبی ہیں، بعض رسول ہیں یعنی بعض کو نئی شریعت دی گئی اور بعض کو نہیں دی گئی (۲) ان کی صحیح تعداد اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے[۱] (۳) وہ سب کے سب برحق اور سچے ہیں؛ لیکن ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت حاصل ہے (۴) قرآن و حدیث میں جن کے نام آئے ہیں ان پر نام کے ساتھ، باقی سب پیغمبروں پر مجموعی طور سے ہم ایمان لاتے ہیں، کسی کا انکار نہیں کرتے (۵) حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے سب سے افضل اور آخری رسول ہیں (۶) نیک لوگوں کے امام ہیں اور تمام انبیاء و مرسلین کے سردار ہیں (۷) اللہ تعالیٰ کے محبوب اور خلیل ہیں (۸) تمام انسانوں اور جنات کی طرف قیامت تک

---

[۱] بعض روایات سے تقریباً سوا لاکھ انبیاء کے آنے کا پتہ چلتا ہے۔

کے لئے نبی بنا کر بھیجے گئے ہیں (۹) اللہ تعالیٰ کے بعد اس کی مخلوق میں سب سے افضل ہیں (۱۰) اللہ تعالیٰ ان کو جاگتے میں جسم وجان کے ساتھ ایک ہی رات میں مکہ مکرمہ سے بیت المقدس تک، وہاں سے ساتوں آسمانوں اور جہاں تک منظور ہوا لے گیا تھا اور جنت ودوزخ اور بہت سی اپنی نشانیوں کی سیر کرائی تھی اس کو ''معراج'' کہتے ہیں (۱۱) اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں اس کے علاوہ بہت سی ایسی باتیں ظاہر کرائیں جو اور مخلوق سے نہیں ہوسکتیں، انھیں ''معجزات'' کہتے ہیں، سب سے بڑا معجزہ قرآن کریم ہے (۱۲) ان کو قیامت کے دن اپنی امت کی سیرابی کے لئے حوضِ کوثر عطا کیا گیا ہے (۱۳) انہیں اپنی امت کی شفاعت کا اللہ تعالیٰ نے خاص مقام عطا فرمایا ہے (۱۴) ان پر ایمان لانے اور ان کی نصرت کرنے کا اللہ تعالیٰ نے تمام پچھلے پیغمبروں سے بھی عہد لیا تھا (۱۵) ان کے صریح احکام کو ماننا اور ان کی اطاعت کرنا فرض ہے۔ (۱۶) ان کے بعد کوئی نبی یا رسول آنے والا نہیں ہے، اگر کوئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے تو وہ مکّار اور جھوٹا ہے، اس میں ذرہ برابر بھی شک نہیں ہے۔[1]

(۶) (۵)

قیامت اور آخرت کے بارے میں ہمارا عقیدہ ہے کہ:

(۱) قیامت کا قائم ہونا یقینی ہے (۲) اس کا صحیح وقت اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو نہیں معلوم ہے (۳) موت کے وقت فرشتوں کا آنا، روح قبض کرنا، برزخ میں بندے سے نکیرین (دو خاص فرشتوں) کا سوال کرنا، اسی طرح قبر میں راحت یا عذاب کا ہونا یقینی ہے (۴) مرنے کے بعد دوبارہ اٹھایا جانا، حساب وکتاب لیا جانا، اعمال کا تولا جانا، پل صراط پر سے گذارا جانا وغیرہ تمام خبریں سچی ہیں اور یقیناً ہونے والی ہیں (۵) جنت اور اس کی بے مثال

---

[1] یہ بات ذہن میں اچھی طرح رہنا چاہیئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا رسول اور نبی ماننا جتنا ضروری ہے اتنا ہی ضروری آپ کو آخری نبی ماننا اور آپ کے بعد کسی بھی نبی کے امکان کا انکار کرنا بھی ہے، اس کے بغیر محض آپ کو نبی بلکہ خاتم النبیین کہہ دینا بھی کافی نہیں ہے، رہ گئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو وہ پہلے والے نبی ہیں، وہ ضرور آئیں گے مگر ان کی لائی ہوئی شریعت منسوخ ہو جانے کی وجہ سے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی اتباع کریں گے اور دوسروں کو بھی اسی پر چلائیں گے۔

نعمتیں اسی طرح دوزخ اور اس کے بے پناہ عذابات بالکل برحق ہیں (۶) جنت و دوزخ دونوں پیدا ہو چکے ہیں اور کبھی نہ ختم ہونے والے ہیں (۷) جنتیوں کے لئے مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کا دیدار برحق ہے (۸) قیامت سے قبل دجال[1] کا نکلنا، حضرت عیسیٰ[2] کا تشریف لانا، حضرت مہدیؒ[3] کا ظاہر ہونا، یاجوج ماجوج[4] کا نکلنا اور پورے عالم میں فساد مچانا، سورج کا مغرب سے طلوع ہونا وغیرہ جو صحیح خبریں ہم تک پہنچی ہیں ہم ان سب کو سچ اور برحق مانتے ہیں۔

(۷)

تقدیر کے بارے میں ہمارا عقیدہ ہے کہ:

(۱) اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو پیدا کرنے سے بہت پہلے ان کے بارے میں سب کچھ طے کر دیا ہے، اس کو تقدیر کہتے ہیں (۲) اس کی صحیح کیفیت اللہ کے علاوہ کسی کو نہیں معلوم (۳) تقدیر اور قضائے الٰہی میں کسی مخلوق کا کوئی دخل نہیں، نہ کسی نبی کا، نہ کسی فرشتے کا (۴) نہ کوئی شخص تقدیر میں تبدیلی کر سکتا ہے، نہ ٹال سکتا ہے، نہ روک سکتا ہے (۵) جو چیز اچھی یا بری وجود میں آتی ہے وہ تقدیر میں اسی طرح ہونے والی تھی، خواہ کچھ بھی کیا جاتا اس کے خلاف نہ ہوتا اور جو چیز وجود میں نہیں آئی وہ کسی طرح موجود نہیں ہو سکتی (۶) تقدیر کی حقیقت میں غور کرنا ہمارے بس کی بات نہیں، کیوں کہ جو اس کی گہرائی میں جانا چاہتا ہے اس کے نصیب میں

---

[1] دجال گمراہی کی ایک بہت بڑی اور خطرناک شکل ہے، اس کو اللہ تعالیٰ نے بہت طاقت دے رکھی ہے، اس کا مکر و فریب اتنا زیادہ ہے کہ دنیا میں آنے والے ہر نبی نے اپنی امت کو اس سے ڈرایا ہے، ہمارے نبی ﷺ نے بھی اس سے ڈرایا ہے اور اس کی علامتیں بھی بتلا دی ہیں تاکہ امت بچ سکے، اور مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ سے اس کے شر سے پناہ مانگتے رہنے کی تعلیم دی ہے۔

[2] حضرت عیسیٰ علیہ السلام سابقہ نبی ہیں، نبی کی حیثیت سے ہی تشریف لائیں گے، مگر چوں کہ ان کی شریعت شریعتِ محمدیہ کے ذریعہ منسوخ ہو چکی ہے اس لئے شریعتِ محمدی پر خود بھی چلیں گے اور لوگوں کو بھی چلائیں گے۔ [3] یہ ایک نیک ہستی ہیں، ان کا نام محمد ابن عبد اللہ ہے، دینِ محمدی کے ہادی ہونے کی وجہ سے ان کو مہدی کہا جاتا ہے، یہ پہلے ظاہر ہوں گے پھر ان کے دور ہی میں حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام آسمان سے اتریں گے، مہدی کو نبی یا نبی کے برابر یا نبی کے جیسا سمجھنا سب سراسر گمراہی ہے۔

[4] یہ ایک انسانی نسل ہے، یہ کہاں ہے؟ اس میں بہت اختلاف ہے، اتنا یقین رکھنا ہے کہ یہ لوگ قیامت سے پہلے ظاہر ہو کر یا غالب ہو کر موجودہ انسانی آبادیوں کو تباہ و برباد کر دیں گے۔

سوائے محرومی اور شرمندگی کے کچھ نہیں آتا، ہم اجمالی طور پر تقدیر پر اسی طرح ایمان لاتے ہیں جس طرح حکم دیا گیا۔

(۸)

صحابہ کرامؓ کے بارے میں ہمارا عقیدہ ہے کہ:

(۱) وہ سب کے سب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سچے جاں نثار و فرماں بردار تھے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں بھی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پردہ فرمانے کے بعد بھی (۲) انہوں نے ہر طرح آپ کی اور آپ کے دین کی نصرت و اطاعت کی (۳) ان لوگوں کو آپ کی ذات سے غیر معمولی عقیدت و محبت تھی (۴) ان سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ کے لئے راضی ہو گئے (۵) ہم ان کی محبت کو ایمان کا جزو سمجھتے ہیں اور ان سے دشمنی کو نفاق کی علامت جانتے ہیں (٦) ان کے اتفاق رائے کو قبول کرتے ہیں اور ان کے آپسی اختلاف کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کرتے ہیں، اس لئے کہ ان اختلافات کے علم کے باوجود اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو چکا ہے (۷) ان میں سب سے افضل عشرہ مبشرہ[۱] ہیں، عشرہ مبشرہ میں سب سے افضل خلفائے راشدین ہیں، خلفائے راشدین میں سب سے افضل حضرت ابو بکر صدیقؓ، پھر حضرت عمرؓ، پھر حضرت عثمان غنیؓ، پھر حضرت علی مرتضیٰؓ ہیں (۸) ان میں سے کسی پر بھی عیب لگانا یا ان کی برائی کرنا بڑے گناہ کی بات ہے، خاص طور سے حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کی شان میں گستاخی کفر کا سبب ہے۔ (۹) صحابہ میں اہل بیتؓ (یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج و اولاد اور دیگر رشتہ داروں) کا احترام اور ان سے محبت اور بھی زیادہ ضروری ہے۔

---

[۱] عشرہ دس کو کہتے ہیں، مُبَشَّرہ یعنی جن کو خوش خبری دی گئی، دس صحابہ کرام ایسے ہیں جن کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی مجلس میں اپنی زبانِ مبارک سے نام لے کر جنتی ہونے کی خوش خبری سنائی ہے، وہ دس خوش نصیب صحابہ کرام یہ ہیں: ابو بکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر، عبد الرحمٰن بن عوف، سعد، سعید اور ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہم

(۹)

اولیاء، فقہاء، محدثین اور سلف صالحین کے بارے میں ہمارا عقیدہ ہے کہ:

(۱) وہ سب نیک لوگ اور دین کے مخلص کارگذار تھے (۲) ہم ان کے دین اور دیانت پر اعتماد کرتے ہیں (۳) ان کی تحقیقات اور اجتہادات کو اصول کی روشنی میں قبول کرتے ہیں (۴) ان کے علم یا عمل میں کوئی خلاف شرع بات نظر آئے تو ان کے اکثر حالات اچھے ہونے کی وجہ سے اس بات کی بہتر تاویل کرتے ہیں یا پھر اس میں انہیں معذور سمجھتے ہیں (۵) ان کی برائی اور ان کی شان میں گستاخی کو معیوب جانتے ہیں (۶) ان کی کرامات کو حدودِ شرع میں حق مانتے ہیں (۷) ان کا مرتبہ انبیاء اور صحابہؓ کے مرتبے سے کم ہے، خواہ کتنے ہی بڑے درجہ کو پہنچ جائیں (۸) ان سے غلطی اور خطا کا صدور ہوسکتا ہے، کیوں کہ وہ معصوم نہیں ہیں (۹) ہم ان کا ذکر بہتری اور خیر کے ساتھ کرتے ہیں (۱۰) کوئی ولی، نبی کی اتباع کے بغیر ولی نہیں ہوسکتا (۱۱) کوئی ولی شریعت کے احکام کی پابندی سے آزاد نہیں ہوتا۔

(۱۰)

اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں ہمارا عقیدہ ہے کہ:

(۱) قیامت تک دنیا میں دین اسلام ہی سچا مذہب اور برحق دین ہے، اس کے علاوہ کوئی اور دین اللہ تعالیٰ کے پاس قبول نہیں ہے (۲) سب مسلمان اللہ تعالیٰ کے دوست یا محبوب ہیں، اللہ تعالیٰ ان کا مولیٰ ہے (۳) بلا حق شرعی کے مسلمانوں کے خلاف اسلحہ اٹھانا اور ان سے قتال کرنا حرام ہے (۴) مسلمان اگر ایمان پر مرجائے تو اس کا بڑے سے بڑا گناہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے معاف ہوسکتا ہے (۵) مسلمان اگر اپنے گناہوں کی وجہ سے دوزخ میں جائے گا تو یہ جانا عارضی ہوگا، اپنے گناہ کی سزا بھگتنے کے بعد اس سے نکال کر جنت میں بھیج دیا جائے گا (۶) کسی بڑے گناہ کے کرنے سے مسلمان کافر نہیں ہوجاتا (۷) جب تک کوئی

کفر کی بات صراحتاً ثابت نہ ہو، کسی مسلمان کی تکفیر[1] نہیں کی جاسکتی (۸) ہر مسلمان کے پیچھے (خواہ نیک ہو یا بد) نماز صحیح ہو جاتی ہے[2]۔ (۹) اور ہر مسلمان پر (خواہ نیک ہو یا بد) نمازِ جنازہ پڑھنا ضروری ہے۔ (۱۰) مسلمان حاکموں کے لئے بددعا کرنا یا ان کے خلاف بغاوت کرنا صحیح نہیں ہے، جب تک وہ کسی گناہ کا حکم نہ دیں ان کی اطاعت ضروری ہے[3] (۱۱) امیر المؤمنین کی سرپرستی میں حج اور جہاد کا حکم قیامت تک قائم ہے اس کی فرضیت کوئی شخص منسوخ نہیں کرسکتا[4]۔

(۱۱)

اہل السنت والجماعت کے بارے میں ہمارا عقیدہ ہے کہ:

(۱) مسلمانوں کی جو جماعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طریقے پر ہو وہی درستی اور حق پر ہے اور نجات پانے والی ہے (۲) کتاب وسنت اور اجماع امت سے ہٹ کر جو نظریات وخیالات پائے جاتے ہیں، وہ سب غیر معتبر اور ناقابل قبول ہیں (۳) مذکورہ بالا عقائد اہل السنت والجماعت کے اجماعی عقیدے ہیں، ان کی مخالفت اہل السنت والجماعت سے خارج ہونے کی علامت ہے۔ (۴) اہل السنت والجماعت کی تعریف ما انا علیہ واصحابی کہہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود مقرر کی ہے۔

(یہاں تک عقیدۃ الطحاوی ختم ہوگئی)

---

[1] ایسا بھی نہیں ہے کلمہ پڑھ کر اور اپنے کو مسلمان کہہ کر وہ کچھ بھی کرتا رہے، ایمان اور کفر کی حدیں مقرر ہیں، علماء ان کو اچھی طرح جانتے ہیں، علماء علم کی روشنی میں کسی شخص کو کافر قرار دے سکتے ہیں، عوام یا کم علم لوگ اپنے اختلافات کی وجہ سے ایک دوسرے کو کافر نہیں کہہ سکتے۔

[2] یہ اور بات ہے کہ فاسق کو امام نہیں بنانا چاہئے۔

[3] اس کے تفصیلی احکام بڑی کتابوں میں موجود ہیں۔

[4] جہاد کب کرنا چاہئے؟ اور اس کے احکام واسباب کیا ہوتے ہیں؟ یہ تفصیلی علم ہے، ضرورت پر علماء سے معلوم کریں۔

(۱۲)

باطل مذہبوں کے بارے میں ہمارا عقیدہ ہے کہ

● یہودی: دنیا کے سب سے بدترین، سازشی، اور ظالم لوگ ہیں، ان پر اللہ تعالیٰ نے اپنے غضب کا اعلان کر دیا ہے، یہ اس وقت اپنی چالاکیوں سے ساری دنیا کی حکومتوں اور قوموں پر قبضہ کئے ہوئے ہیں، یہ لوگ اپنے مذہب کو نسلی مذہب سمجھتے ہیں، اس لئے کسی کو یہودی بننے کی دعوت نہیں دیتے؛ لیکن اپنی تدبیروں اور سازشوں سے دوسرے مذہب والوں خصوصاً مسلمانوں کو ان کے مذہب سے دور کرنے میں مصروف رہتے ہیں، اس لئے سب سے زیادہ مضر لوگ ہیں، یہ اسلام ہی کے نہیں انسانیت کے بھی دشمن ہیں۔ ہندوستان کے برہمن لوگ خیالات میں ان سے بہت قریب ہیں۔

● عیسائی: (کرسچین) لوگ نبیوں کی توہین کرنے، تین خدا ماننے اور ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان پر نازل شدہ کتاب قرآن مجید کو نہ ماننے اور ان کا انکار کرنے کی وجہ سے کافر ہیں، قرآن کریم نے ان کے کفر کو واضح طور پر بیان کر دیا ہے، مگر وہ اپنے ہی کو سچا بتاتے ہوئے ساری دنیا میں اپنے مذہب کی تبلیغ کرتے رہتے ہیں۔

ہمارے ملک میں بھی ہر جگہ ان کے چرچ بنے ہوئے ہیں اور جاہلوں سے لے کر تعلیم یافتہ لوگوں تک، دیہاتوں سے لے کر شہروں تک مختلف طریقوں سے مسلمانوں اور دوسری قوموں کو اپنے مذہب میں ملا لینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ مختلف فائدوں کا لالچ دے رہے ہیں، مال بھی خرچ کر رہے ہیں۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ عیسائیوں سے اپنے کو اور اپنے بال بچوں کو ہر طرح دور رکھیں، نہ ان کی بات سنیں، نہ ان سے کوئی مدد حاصل کریں اور نہ ان کے اسکولوں کالجوں میں اپنے بچوں کو پڑھائیں؛ کیوں کہ ایمان کی حفاظت سب سے اہم چیز ہے۔ البتہ ضرورت پڑنے پر اُن کے انسانی حقوق ضرور ادا کرتے رہیں۔

● ان کے علاوہ دنیا میں اور بھی کئی مذاہب پائے جاتے ہیں اُن کے اپنے اپنے عقیدے اور رسوم ہیں، اسلامی عقیدوں کے لحاظ سے وہ سب عقیدۂ توحید کے خلاف ہیں، اس

لئے اسلام ان عقیدوں کو باطل قرار دیتا ہے؛ مگر چوں کہ وہ لوگ اپنے مذہب کو اسلام نہیں کہتے اور اپنے کو مسلمان نہیں کہتے اور عام طور سے دوسروں کو ضرر نہیں پہنچاتے؛ اس لئے اُن کو اسلام کی [1] دعوت دے دینے کے بعد اُن سے ہمارا کوئی جھگڑا نہیں، انسانی حقوق اور اخلاق کی حد تک اُن کے ساتھ میل جول اور باہمی تعلقات میں کوئی حرج نہیں ہے، بلکہ حُسنِ معاملہ کے ذریعہ اسلام کی عملی دعوت اور اچھی تصویر پیش کرتے رہنا چاہیئے۔

● **قادیانی:** جو خود کو احمدی مسلم بھی کہتے ہیں وہ ہمارے نبی ﷺ کے آخری نبی ہونے کے منکر ہیں، آپ کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی جیسے بدکردار آدمی کو نبی مانتے ہیں، اس پر وحی آنے کے قائل ہیں، انبیاء کی توہین کرتے ہیں، قرآن کریم کی آیات کی غلط تاویل کرتے ہیں، مرزا کو نہ ماننے والوں کو کافر قرار دیتے ہیں، یہ سب باتیں ان کی کتابوں میں موجود ہیں، مختصر یہ ہے کہ وہ اسلام سے ہٹ کر ایک فرضی اسلام اور نبی کریم ﷺ کو چھوڑ کر ایک جھوٹے نبی کے قائل ہیں، ان لوگوں سے مسلمانوں کو کسی بھی قسم کے تعلقات رکھنا حرام ہے، ان کا سماجی بائیکاٹ کرنا ضروری ہے، اگر اپنے ایمان کی حفاظت اور قیامت میں حضرت محمد ﷺ کی شفاعت چاہتے ہیں تو اپنے کو قادیانیوں کی چھاؤں سے بھی بچا کر رکھیں، ان لوگوں سے تو انسانی ہمدردی بھی کرنا جائز نہیں ہے۔ [2]

● **اہل قرآن:** یہ دراصل منکرین حدیث کی جماعت ہے۔ ان کا بنیادی عقیدہ یہ ہے کہ صرف قرآن قانون اسلام ہے اور اسی پر عمل ضروری ہے، حدیثوں پر عمل کرنا نبی کے پردہ فرمانے کے بعد یا تو ضروری نہیں رہا یا ضروری ہے تو بھی (اُن کے نزدیک) چونکہ حدیثوں کا

---

[1] محقق علماء کے نزدیک اسلام کا پیغام عام بھی تمام اقوام عالم کو پہونچ چکا ہے۔

[2] اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنے کو مسلمان؛ بلکہ سچے معنوں میں مسلمان بتا کر سچے مسلمانوں کو دھوکہ دیتے اور اس طرح انہیں اپنے دین میں لے کر مُرتد بنا دیتے ہیں، اس لئے دھوکے بازوں کا کوئی حق نہیں ہوتا۔ ہاں اگر وہ لوگ بھی دوسری قوموں کی طرح اپنا الگ دین بتاتے اور مسلمان کہہ کر اور اسلامی شعار کو استعمال کر کے دھوکہ نہ دیتے تو ان کے انسانی حقوق ادا کرنے کی اجازت ہوسکتی تھی، خوب اچھی طرح اس فرق کو سمجھ لینا چاہیئے۔

محفوظ ہونا غیر یقینی ہے؛ اس لئے اب ان پر عمل نہیں کیا جا سکتا، اسی لئے یہ لوگ حدیثوں میں زبردستی کا ٹکراؤ نکال کر یا محدثین کی تنقیدوں کا سہارا لے کر یہ تأثر دینا چاہتے ہیں کہ حدیثیں قابل اعتماد نہیں ہیں، اس لئے صرف قرآن پر عمل کر لینا کافی ہے۔ یہ فرقہ بھی بہ اجماع امت خارج اسلام ہے، ان سے بھی تعلقات حرام اور ناجائز ہیں، خود نبی کریم ﷺ نے ہر طرح کا تعلق ختم کر لینے کا حکم دیا ہے۔

● **دیندار انجمن:** یعنی صدیق دیندار یا چن بسویشور[1] کے ماننے والے لوگ عقائد میں پہلے تو قادیانی تھے، بعد میں اس سے بدتر عقائد کے قائل ہو گئے ہیں، وہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ چن بسویشور یا صدیق دیندار کی شکل میں دنیا میں آ گیا ہے، اپنے پیشوا کو نبی کریم ﷺ کا دوسرا جنم اور دوسرے جنم میں پہلے سے زیادہ طاقت ور مانتے ہیں، اولیاء اللہ کو اللہ تعالیٰ کے بچے قرار دیتے ہیں، اپنے گرو کے خلفاء کو نبیوں کا مثیل اور برابر مانتے ہیں، مسلمانوں کو نبیوں سے بڑھ کر سمجھتے ہیں، تمام مذاہب کو حق سمجھتے ہیں اور اس سے بھی زیادہ خرافات ان کے لٹریچر میں موجود ہیں، جس کی روشنی میں یہ فرقہ اپنے کو مسلمان کہنے کے باوجود اسلام سے خارج اور کافر ہے، ان سے اپنے کو بچانا لازمی اور ضروری ہے۔

● **شیعہ:** یہ فرقہ سب سے پہلا فرقہ ہے جو یہودیوں کی سازش سے اسلام میں تفریق ڈالنے کے لئے وجود میں لایا گیا، اس فرقے میں بہت گروہ ہیں، ان میں سے بعض مسلمان ہیں، بعض اسلام سے بھی خارج ہو گئے ہیں، خصوصاً اثنا عشریہ کہلائے جانے والے شیعہ تمام مسلمانوں کے نزدیک اسلام سے خارج ہیں، یہ لوگ صحابہ کرامؓ اور قرآن کریم کے بارے میں تک اہل اسلام کے عقائد سے اختلاف رکھتے ہیں، خصوصاً حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ

---

[1] بسویشور جنوبی ہند کی ریاست کرناٹک میں پائے جانے والے لنگایت طبقے کے عقیدے میں ایک موعود اوتار ہیں، جو ایک عظیم مصلح اور انسانیت نواز تھے، چن بسویشور بڑے بسویشور کو کہتے ہیں، صدیق حسین بھی اسی علاقہ کرناٹک میں لنگایت قوم کو اپنا عقیدت مند بنانے کے لئے گذشتہ بسویشور سے بھی بڑا بسویشور ہونے کا مدعی ہوا تھا، اس کا مقصد کچھ بھی رہا ہو گا، انجام کار کھلی گمراہیوں میں خود بھی مبتلا ہوا اور ایک تعداد کو مبتلا کر گیا۔ اعاذنا اللہ منہ۔

سے شدید نفرت رکھتے اور انہیں کافر سمجھتے ہیں، اپنے علاوہ کسی کو مومن نہیں مانتے، مصلحتاً مسلمان کہہ دیتے ہیں، اماموں کو نبیوں کی طرح معصوم اور مطلقاً واجب الاتباع مانتے ہیں، وغیرہ، مسلمانوں کا ان کے مذہبی رسومات میں شرکت کرنے اور رشتہ ناطہ کرنے سے بچنا اپنے دین وایمان کی حفاظت کے لئے بہت ضروری ہے۔

● **مہدوی:** یہ طبقہ ہندوستان کی مختلف ریاستوں میں پایا جاتا ہے، کہیں مہدوی، کہیں مومن برادری اور کہیں دائرہ والوں کے نام سے معروف ہیں، یہ لوگ میراں سید محمد جونپوری صاحب کو خاتم ولایت مانتے ہیں اور ولایت کی ایک خاص تعریف کرتے ہیں اور ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہمسر مانتے ہیں، البتہ پوچھنے پر بے کار تاویلات کرتے ہیں، نبی پر صرف قرآن کے الفاظ نازل ہونے اور ان کے امام پر قرآن کے معانی نازل ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، عہد رسالت کے فرائض اور عہد ولایت کے فرائض کی علاحدہ علاحدہ تقسیم کرتے ہیں، اپنے پیشوا کی تصدیق کو ایمان کے لئے لازمی جانتے ہیں، عام مسلمانوں کو اہل کتاب کے درجے میں رکھتے ہیں، اسی وجہ سے ان کی بیٹیاں لے جاتے ہیں اور اپنی بیٹیاں نہیں دیتے۔ ان کے بعض عقائد کفر ہیں اور بعض بدعت ہیں۔ آج کل ان کے بہت سے لوگ غلو سے متنفر ہو کر اعتدال کو اختیار کرتے جا رہے ہیں، اگر وہ اپنے سابقہ خیالات وعقائد سے سچی توبہ کر لیتے ہیں تو یقیناً ہمارے اسلامی بھائی ہیں، اور اگر ان کی معتبر کتابوں میں مذکور کفریہ باتوں پر قائم ہیں تو ایسے لوگوں کی علماء نے تکفیر کی ہے۔ بہر حال ان کی خالص مذہبی مجالس میں شرکت سے بچنا چاہئے اور رشتہ ناطہ کرنے سے پہلے عقائد کی درستگی کا اطمینان کر لینا بہت ضروری ہے۔

● **جماعت المسلمین:** یہ تازہ فتنہ اور نیا فرقہ ہے، اس کے بانی کا نام مسعود احمد بی ایس سی ہے، اس فرقہ کا ڈھانچہ آٹھ اکائیوں پر مشتمل ہے، مثلاً ہمارا حاکم ایک، ہمارا امام ایک، ہمارا دین ایک وغیرہ اور ان آٹھوں عنوانات کے تحت سوائے لفاظی اور حقیقی مسلمانوں پر گڑھی ہوئی تہمتوں کے اور کچھ نہیں ہے، یہ لوگ اپنی جماعت کے علاوہ دنیا کے سارے

مسلمانوں کو گمراہ اور مشرک قرار دیتے ہیں، کسی مسلمان کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے، اپنی عبادت گاہیں مسجد المسلمین کے نام سے علاحدہ بنا رہے ہیں، ان کی گم راہی کے لئے اتنا کافی ہے کہ وہ تمام مسلمانوں کو گم راہ مشرک اور جہنمی سمجھتے ہیں، جو تمام مسلمانوں کو گم راہ سمجھتا ہے اس کی گم راہی میں کیا شبہ ہوسکتا ہے؟ ان لوگوں کا طریقہ یہ ہے کہ قرآن کریم کی آیات اور احادیث شریفہ کے چھوٹے چھوٹے جملے اپنے مطلب اور غرض کے مطابق لے کر پیش کرتے چلے جاتے ہیں، خواہ اس کا وہ مفہوم علماء ومفسرین اور سلف صالحین ومحدثین میں کسی نے نہ لیا ہو۔ تقلید کو شرک کہتے ہیں مگر خود مسعود احمد کے پکے مقلد ہیں، اگر اپنا دین بچانا ہے تو اس فرقے کے مکر فریب سے اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو محفوظ رکھنا ضروری ہے۔

● **شکیلی فتنہ:** یہ گم راہ فرقہ اپنے گرو شکیل بن حنیف کو مسیحِ موعود مانتا ہے، بہار کے صوبے سے تعلق رکھنے والا یہ شکیل بلکہ قبیح وہاں کے علماء اور مسلمانوں سے ڈر کر کچھ دن دِلّی اور ممبئ میں رہا، اور اب اس کے عقیدت مندوں نے اورنگ آباد میں خلد آباد کے قریب ایک علاقے میں اس کو بسایا ہے، چاہنے ماننے والے بھی وہیں جمع ہوتے جارہے ہیں، اس کے ماننے والوں میں تعلیمی لائن سے لگے کئی لوگ ہیں جو ملک کی مختلف ریاستوں میں خاموش کام کررہے ہیں، تبلیغی بھائیوں کی وضع بنا کر عام نوجوانوں کو مہدی اور مسیح کی احادیث غلط طریقے پر سنا کر شکیل کا عقیدت مند بناتے پھر اورنگ آباد لے جا کر بیعت کراتے ہیں، تجربے سے پتہ چلا ہے کہ یہ شخص بڑا جادوگر ہے اور ملنے والوں پر ایسا قابو کرلیتا ہے کہ پھر اس کی عقیدت سے نکلنا مشکل ہوجاتا ہے، علماء نے اس فرقے کو بھی خارجِ اسلام قرار دیا ہے، اس فتنے سے چوکنا رہنا بھی ضروری ہے، اگر آپ سے کوئی مہدی ومسیح کے بارے میں باتیں کرے تو پہلے اپنے علاقے کے عالم سے ملاقات کرادیں اور بنا اطمینان کے کسی کی باتوں میں نہ آئیں۔

● **انٹرنیٹ:** انٹرنیٹ جو جدید اور بہت سی سہولتیں دینے والی ٹکنالوجی ہے، اس پر دین اور اسلام کی سائٹس بھی بڑی تعداد میں موجود ہیں؛ مگر اُن سائٹس کے چلانے والوں میں

مذکورہ بالا تمام فرقے اور ان سب سے بڑھ کر یہودی لوگ ہیں، اس لئے اُن میں سے حق کیا ہے اور کس کا مواد اہل سنت والجماعت کے عقائد کے مطابق ہے؟ یہ جاننا بہت مشکل کام ہے قرآن کے پروگرام حدیثوں کا سلسلہ اور طرح طرح کے اسلامی عنوانات چلائے جارہے ہیں ؛ مگر کافی گہرائی میں جانے کے بعد پتہ چلتا ہے کہ یہ کسی بدعقیدہ آدمی کا دھوکہ ہے، لاکھوں لوگ ان سائنٹس والوں کی باتوں سے متأثر ہو کر صراطِ مستقیم سے بھٹک گئے، اس لئے ہر ممکن کوشش کریں کہ جب تک کسی عالم یا سائٹ کے بارے میں تحقیق نہ ہو جائے کہ وہ حق ہے اس وقت تک کتنی ہی اچھی باتیں کیوں نہ ہوں اپنے کو دور رکھیں، جہاں تک ہو سکے علماء سے علم حاصل کریں، اگر چہ انٹرنیٹ آسان ذریعہ ہے؛ مگر آسانی کے چکّر میں دین سے ہاتھ دھو بیٹھنا یا گم راہی کا شکار ہو جانا کوئی عقل مندی کی بات نہیں ہے۔

● **سوشیل میڈیا:** اسی طرح سوشیل میڈیا بھی متضاد پیغامات اور ہر شخص کے ذہنی پیداوار کو پھیلانے کا ذریعہ بن گیا ہے، جب تک کسی عالم کے برحق ہونے کا اطمینان مقامی علماء سے نہ کرلیں سوشیل میڈیا پر آنے والے بیانات اور پیغامات سے استفادہ نہ کریں، کوئی شخص آپ کو کوئی دینی بات بھیجے تو علماء سے معلومات کر کے عمل کریں، محض گھر بیٹھے معلومات ہو جانے کی سہولت سے دھوکہ کھا کر اپنے دین وعقیدے کو خراب نہ کر بیٹھیں۔

● ان صریح گم راہ فرقوں کے علاوہ خود مسلمانوں میں بہت سے مکاتب فکر اور جماعتیں پائی جاتی ہیں اور وہ بہت سی عملی کوتاہیوں کے باوجود بہ حیثیت مجموعی اہل سنت والجماعت کے عقائد میں متفق ہیں یا کم از کم مسلمان ہیں اور کھلے طور پر کفر کا ارتکاب نہیں کرتے ہیں اس وجہ سے انہیں مسلمان ہی کہا جاتا ہے، ان پر کفر وارتداد یا اسلام سے خارج ہونے کا حکم نہیں لگایا جاتا، البتہ ان کے ماننے والوں میں بعض بعض لوگ حد سے تجاوز کر کے خطرناک حد تک غلو کے شکار ہو گئے ہیں، ایسے لوگوں کے بارے میں اپنے اپنے علماء سے مشورہ کر کے ان کی ہدایت کے مطابق ان کے ساتھ معاملہ رکھیں۔

آخر میں نہایت دردمندانہ مشورہ ہے کہ کم از کم روزانہ ایک مرتبہ یہ دعا دل کی گہرائی سے

کرلیا کریں۔ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ، اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ آمین۔

نوٹ: گم راہ فرقوں کی تفصیل کے لئے ان عنوانات پر لکھی گئی کتابیں ملاحظہ کر سکتے ہیں۔



صفاتِ ایمان

ایک حدیث کی تشریح
کتاب وسنت کی روشنی میں

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ

الْإِيمَانُ بِضْعٌ وَسَبْعُونَ - أَوْ بِضْعٌ وَسِتُّونَ - شُعْبَةً، فَأَفْضَلُهَا قَوْلُ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَأَدْنَاهَا إِمَاطَةُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ، وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ. (مسلم:58)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

ایمان کے ستر سے زائد شعبے ہیں، ان میں سب سے افضل و اعلیٰ شعبہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ کا اقرار کرنا ہے اور ادنیٰ شعبہ راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹا دینا ہے اور حیا بھی ایمان ہی کا ایک شعبہ ہے۔

(۲) صفاتِ ایمان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ وبہٖ نستعین

دین اسلام میں ایمان ایک ایسے درخت کی طرح ہے، جس کی جڑیں بہت مضبوط ہوں اور شاخیں بہت اونچی اور خوب پھیلی ہوئی ہوں ۔ قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے، "کلمۂ طیبہ" کی مثال ایک پاکیزہ درخت کی سی ہے جس کی جڑیں مضبوط ہوں اور شاخیں آسمان سے گویا مل رہی ہوں، وہ ہر وقت اپنے رب کے حکم سے پھل دیتا رہتا ہے۔

حدیث میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: "ایمان کی ستر سے بھی زیادہ شاخیں ہیں" آیتِ شریفہ اور حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ ایمان صرف کلمہ پڑھ لینے کا نام نہیں ہے، اس کے کچھ تقاضے اور صفات بھی ہیں، ان تقاضوں کو پورا کرنا اور ان صفات کو اپنی زندگی میں شامل کرنا مومن کامل بننے کے لئے بہت ضروری ہے۔

ظاہر ہے کہ ایمان کی صفات اور اس کے تقاضوں کو علم حاصل کئے بغیر جانا نہیں جاسکتا، جب علم بھی نہیں ہوگا تو عمل کیسے کیا جائے گا، اس لئے علماء نے بہت تلاش کر کے قرآن وحدیث میں سے ان صفاتِ ایمان کو جمع کیا ہے، ہم نے اس کو سالکینِ راہِ خدا کے لئے عام فہم اور آسان اردو میں مرتب کر دیا ہے، تاکہ اس کو پڑھنے کے بعد اس کے مطابق اپنے ایمان کو سنوارنے کی کوشش کرتے رہیں ۔ اللہ تعالیٰ توفیق نصیب فرمائے ۔ آمین

والسلام

محمد عبدالقوی غفرلہٗ

اپنا ایمان کامل بنانے کی فکر کیجئے

بخاری شریف میں ایک حدیث ہے، جس میں ایمان کے ساٹھ سے زائد شعبے بتلائے گئے ہیں (حدیث نمبر:9) امام مسلم ؒ نے ایک روایت نقل کی ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ ایمان کے ستر سے زائد شعبے ہیں، (حدیث نمبر:57) بعض ائمہ حدیث نے اور بھی روایات نقل کی ہیں، جن میں دیگر عدد کا بھی ذکر آیا ہے۔

شُراحِ حدیث کی تحقیق کے مطابق اس مضمون میں مسلم شریف کی روایت کامل اور راجح ہے، اس لئے یہاں اسی کو نقل کر رہا ہوں:

عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ قال الایمان بضع وسبعون شعبة، والحیاء شعبة من الایمان۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایمان کے ستر سے زائد شعبے ہیں اور حیا (بھی) ایمان کا ایک شعبہ ہے۔

شُعْبَۃٌ شُعَبْ کا واحد ہے اور وہ درخت کی شاخوں کو کہتے ہیں، ایمان اور اس کی صفتوں کو شاخوں اور ٹہنیوں بھرے ایک درخت سے تشبیہ دی گئی ہے، یعنی ایمان کے پھل مکمل نہیں ہو سکتے جب تک کہ صفات واعمال کے شاخیں پھیل نہیں جاتیں۔ اور حیاء آدمی کے اندر موجود ایک صفت ہے جو ان کاموں پر ابھارتی ہے جو پسند کئے جاتے ہیں اور ان کاموں سے روکتی ہے جو ناپسند کئے جاتے اور معیوب سمجھے جاتے ہیں۔

اسی باب کی دوسری حدیث میں یہ اضافہ بھی ہے:

فافضلها قول لا اله الا الله وادناها اماطة الاذى عن الطريق والحياء شعبة من الايمان (مسلم:58)

(ان شعبوں میں) سب سے افضل واعلیٰ شعبہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کرنا ہے اور ادنیٰ شعبہ راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹا دینا ہے، اور حیا بھی ایمان ہی کا ایک شعبہ ہے۔

مذکورہ بالا حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ آدمی کو نفسِ ایمان یعنی تصدیق واقرار کا مرتبہ حاصل ہوجانے کے بعد لازم ہے کہ وہ اس کی تکمیل کی فکر میں لگ جائے، توحید ورسالت کی شہادت کو کافی سمجھ کر اور اسی پر اکتفا کر کے نہ بیٹھ جائے، کیوں کہ لا الہ الا اللہ اگرچہ ایمان کا سب سے اعلیٰ وافضل شعبہ ہے؛ تاہم اس کے علاوہ بھی متعدد شعبے ہیں، جو عقیدہ و عمل سے ہوتے ہوئے عام اخلاقی تقاضوں تک پہونچ جاتے ہیں اور اُن سب کا حاصل کرنا تکمیلِ ایمان واسلام کے لئے ضروری ہے، علماء کے نزدیک یہ حدیث خلاصۂ دین اور حدیث جبرئیل کا اجمال ہے۔

حدیث جبرئیل ؑ یہ ہے: حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک دن ہم نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، اتنے میں ایک صاحب اچانک سامنے آگئے، جن کے کپڑے اُجلے اور بال سیاہ تھے، نہ تو اُن پر سفر کے آثار دکھائی دے رہے تھے (کہ ہم انہیں مسافر سمجھتے) نہ ہی ہم میں سے کوئی انہیں جانتا تھا (کہ ہم انہیں دیکھ کر پہچان لیتے)۔ آنے کے بعد وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے بیٹھ گئے اور اپنے گھٹنے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے گھٹنوں سے قریب کر دیے اور اپنی ہتھیلیاں ان کے مانڈیوں پر رکھ دیں، اس کے بعد انہوں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے سوالات کرنا شروع کیا، کہنے لگے: اے محمد! مجھے اسلام کے بارے میں بتائیے کہ اسلام کسے کہتے ہیں؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اسلام یہ ہے کہ تم ''لا الہ الا اللہ محمد رّسول اللہ'' کی گواہی دو، نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو، رمضان کے روزے رکھو اور اگر گنجائش ہے تو حج ادا کرو''، انہوں نے کہا: آپ سچ کہتے ہیں، ہم لوگوں کو بہت تعجب ہوا کہ

خود ہی سوال کرتے ہیں اور خود ہی تصدیق کرتے ہیں۔ پھر انہوں نے پوچھا: مجھے ایمان کے بارے میں بتلائیے کہ کسے کہتے ہیں؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ایمان یہ ہے کہ "تم اللہ تعالیٰ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر اور آخرت کے دن پر ایمان لاؤ اور اس پر بھی کہ خیر وشر سب اللہ کی طرف سے مقدر ہیں"۔ انہوں نے کہا: صحیح فرمایا، پھر پوچھا: احسان کے بارے میں بتلا دیجئے؟ فرمایا: "تم اللہ کی بندگی اس طرح کرو کہ تم اس کو دیکھ رہے ہو اور اگر اتنا نہ کرسکو تو یہی یقین بنالو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے"۔ (مسلم: ۱/۳۶)

ملاعلی قاریؒ فرماتے ہیں: "نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشاد افضلھا سے ایمان کی جانب اشارہ ہوتا ہے، ادناھا کے لفظ سے اسلام کا پتہ چلتا ہے اور حیاء مرتبۂ احسان تک پہونچنے کا وسیلہ ہے"۔ (مرقاۃ المفاتیح: ۱/۷۰)

راقم عرض کرتا ہے کہ چوں کہ ہر اول کو آخر سے نسبت ہوتی ہے، شاید یہ بتلانا بھی مقصود ہو کہ مومنِ کامل بننا چاہنے والے کو چاہئے کہ وہ اعتقادات وعبادات کی طرح حُسنِ معاشرت ومعاملت کو بھی اہمیت دے، یہ نہیں کہ عقیدہ وعبادت کا تو خوب اہتمام کرے؛ مگر اخلاق و عادات کی طرف کوئی دھیان نہ دے اور مخلوقِ خدا کی اذیت وتکلیف سے بے پرواہ ہوکر زندگی گذارنے لگے، کیوں کہ ایسا کرنے سے مخلوق تو ناراض ہوگی ہی حق تعالیٰ بھی خوش نہ ہوں گے۔ واللہ اعلم

ایمان کی حقیقت آدمی کو دل سے تصدیق اور زبان سے اقرار کرلینے کے بعد حاصل ہوجاتی ہے، اس تصدیق کے ثبوت کے لئے زبان سے اقرار بھی ضروری ہے، لیکن اُس کی تکمیل کے لئے تصدیقِ قلبی واقرارِ لسانی کے ساتھ ساتھ ایمان کے شعبوں پر عمل کرنا بھی ضروری ہے اس کے بغیر تکمیل ایمان کی کوئی صورت نہیں ہے؛ ایمان کو کامل بنانے کے لئے جن اعمال کی ضرورت ہوتی ہے وہ تین قسم کے اعمال ہیں، پہلی قسم قلبی واعتقادی ہے، دوسری لسانی وقولی ہے، اور تیسری بدنی وعملی ہے؛ یہ تینوں اقسام ذیل میں نمبروار ذکر کی جارہی ہیں[۱]:

۱۔ اگر کسی کو ایمان کے یہ شعبے تفصیل سے جاننا ہے تو حضرت حکیم الامتؒ کا رسالہ "فروع الایمان" دیکھ لے۔

● اعمال القلب یا اعتقادی اُمور (یہ کُل تیس ہیں)

(۱) اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات پر ایمان اور اس کے یکتا و یگانا اور بے مثال ہونے کا یقین (۲) اللہ تعالیٰ کے علاوہ تمام مخلوقات کے حادث وفانی ہونے (یعنی پیدا کئے جانے اور فنا کردیئے جانے) پر ایمان (۳) فرشتوں پر ایمان (۴) آسمانی کتابوں پر ایمان (۵) تمام انبیاء علیہم السلام پر ایمان (٦) تقدیر یعنی خیر وشر کے من جانب اللہ ہونے پر ایمان (۷) آخرت اور مرنے کے بعد اٹھائے جانے پر ایمان؛ اس میں سوالاتِ قبر، عذاب قبر، حشر ونشر، حساب وکتاب، اور پُل صراط کے برحق ہونے کا یقین بھی شامل ہے (۸) جنت اور اس کی نعمتوں اور جنت میں قیام کے دائمی ہونے کا یقین، اسی طرح (۹) جہنم کے وجود، اس کے ہمیشہ رہنے اور اس کے عذابوں اور سختیوں کے برحق ہونے پر ایمان[1]، (۱۰) اللہ تعالیٰ سے محبت رکھنا (۱۱) اللہ تعالیٰ کے غیر کے ساتھ محبت یا عداوت کا صرف اللہ تعالیٰ کی نسبت سے ہونا اللہ تعالیٰ سے محبت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب، ازواج اور اہلِ بیت کی محبت بھی داخل ہے (۱۲) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت، اتباع، اور درود وسلام کا اہتمام (۱۳) تمام اعمال میں اخلاص وللہیت کا پیدا کرنا اور ریا ونفاق سے اپنے اعمال محفوظ رکھنا (۱۴) گناہوں پر ندامت اور توبہ واستغفار کا اہتمام (۱۵) اللہ تعالیٰ کی خفگی اور پکڑ کا خوف (۱٦) اس کے درگذر اور معافی کی اُمید (۱۷) مایوسی ومحرومی کے احساس سے بچنا (۱۸) اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر بجالاتے رہنا (۱۹) اس کی آزمائشوں پر صبر کرنا (۲۰) اس کی اطاعت کا حق ادا کرنا (۲۱) اپنے اندر تواضع اور بندگی پیدا کرنا، اس میں بڑوں کا احترام واکرام بھی شامل ہے (۲۲) شفقت ورحمت کا مزاج بنانا، اسی میں چھوٹوں اور کم زوروں پر رحم کرنا بھی شامل ہے (۲۳) اللہ تعالیٰ کے فیصلوں سے راضی رہنا اور کسی قسم کی شکایت نہ کرنا (۲۴) اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ رکھنا (۲۵) عجب وکبر کا ترک کرنا اسی میں سمعہ یعنی اپنی تعریف کی تمنا بھی

---

[1] یہاں تک ایمانیات ہیں، ان کی تفصیل عقائد اسلام میں گذر چکی ہے۔

داخل ہے (۲۶) حسد (یعنی دوسروں کی نعمتوں پر ناراضگی کی وجہ سے اُن کے زوال کی آرزو) نہ کرنا (۲۷) عداوت وخیانت سے باز آجانا (۲۸) غصے کے تقاضوں پر عمل سے اجتناب کرنا (۲۹) کینے سے سینے کو پاک رکھنا، اور ہر قسم کی بدگمانی اور دھوکہ دہی سے بچنا (۳۰) دنیا کی محبت سے دست بردار ہوجانا، اس میں مال ومنصب کی محبت بھی داخل ہے۔[1]

نوٹ: اعمال القلوب میں کوئی اور مثبت یا منفی بات آپ کے ذہن میں آئے تو مذکورہ اُمور میں غور کرنے سے پتہ چل جائے گا کہ وہ ان تیس میں سے کسی نہ کسی کے تحت موجود ہوگی ان شاء اللہ۔

● اعمال اللسان یا اُمورِ قولیہ۔ (یہ سات اعمال ہیں)

(۱) اللہ کی توحید (کلمہ طیبہ) کا زبان سے اقرار کرنا، (۲) قرآن مجید کی تلاوت کرنا، (۳) علم دین کا حاصل کرنا، (۴) علم دین کا دوسروں کو سکھانا، (۵) اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجات کا طلب کرنا اور دعائیں مانگتے رہنا، (۶) اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا، استغفار بھی اسی میں شامل ہے۔ (۷) لغو ولایعنی باتوں سے اجتناب۔

● اعمال البدن یا جسمانی کام (یہ کل چالیس ہیں)

جسمانی طور پر ادا کئے جانے والے ایمانی اعمال کی تین قسمیں ہیں، پہلی قسم میں سولہ شعبے ہیں۔

(۱) تمام نجاساتِ ظاہری وباطنی سے پاکی حاصل کرنا، جس میں جنابت اور حیض ونفاس سے وضو اور غسل کے ذریعہ پاکی حاصل کرنا نیز کپڑوں اور جگہ کا پاک رکھنا شامل ہے۔ (۲) نماز قائم کرنا، اس میں فرض نفل اور قضا نمازیں سب داخل ہیں۔ (۳) زکوٰۃ ادا کرنا، خواہ وہ واجب زکوٰۃ ہو یا نفلی صدقات اور سخاوت ہو، سخاوت میں اکرامِ ضیف (مہمان نوازی) بھی شامل ہے۔ (۴) فرض ونفل روزے رکھنا، (۵) فرض ونفل حج اور عمرہ کی ادائیگی۔

---

[1] نمبر ۱۰ سے ۳۰ تک جو امور ہیں ان کی تفصیل منوراتِ باطنی اور تزکیۂ باطن میں ہے۔

(طواف بیت اللہ بھی اسی میں شامل ہے) (٦) اعتکافِ مسنون اور لیلۃ القدر کی تلاش (۷) دین کی خاطر وطن سے ہجرت کرنا اور بے وطن ہونا (۸) نذر منت وغیرہ کو پورا کرنا (۹) قسموں کو پورا کرنا (۱۰) کفاراتِ شرعیہ کی ادائیگی (۱۱) نماز اور خارجِ نماز میں ستر چھپائے رکھنا (۱۲) واجب قربانی کرنا اور اگر خود سے نذر کر لی تھی تو اس کو بھی پورا کرنا (نیز غلاموں کو آزاد کرنا) (۱۳) تجہیز و تکفین اور تدفین کا حق ادا کرنا (۱۴) قرض ادا کرنا (۱۵) معاملات میں صدق و دیانت کا اہتمام کرنا (۱٦) حق کے معاملے میں سچی گواہی دینا اور گواہی کو نہ چھپانا۔

دوسری قسم میں چھ شعبے ہیں:

(۱۷) نکاح کے ذریعہ اپنی پاک دامنی وعفت کی حفاظت کرنا (۱۸) اہل وعیال اور ماتحتوں کی ضروریات پوری کرنا (۱۹) والدین سے حسنِ سلوک کرنا (۲۰) اولاد کی صحیح تربیت وتعلیم کرنا (۲۱) رشتہ داروں کے حقوق کی ادائیگی، یعنی صلۂ رحمی کا اہتمام (۲۲) امیر المؤمنین اور حاکمِ مسلمین کی اطاعت۔

تیسری قسم اٹھارہ شعبوں پر مشتمل ہے:

(۲۳) عادلانہ حکومت کا قیام (۲۴) اجماع اور جماعتِ حق کا اتباع (۲۵) اولوالامر اور علماء کی اتباع (۲٦) آپس میں صلح وامن کا قیام، اس میں باغیوں سے قتال بھی داخل ہے (۲۷) نیکی کے کاموں میں نصرت ومعاونت (۲۸) اچھی باتوں کو پھیلانا اور بُری باتوں سے لوگوں کو روکنا (۲۹) حدود یعنی شرعی سزاؤں کا نفاذ (۳۰) دشمنانِ خدا سے مقابلہ اور اسلامی سرحدوں کی حفاظت (۳۱) امانتوں کی ادائیگی (۳۲) ایمان کی تجدید وترقی کی فکر (۳۳) پڑوسیوں کی عزت وحق شناسی (۳۴) کسبِ حلال کی سعی (۳۵) مال کا صحیح مصرف میں صرف کرنا اور اسراف وتبذیر سے احتیاط برتنا (۳٦) مسلمان کے سلام کا جواب دینا (۳۷) اس کے چھینک کر الحمد للہ کہنے پر یرحمک اللہ کہہ کر جواب دینا، (۳۸) لوگوں کو تکلیف پہونچانے سے رُکنا، (۳۹) خواہشات کی پیروی سے احتراز کرنا، (۴۰) راستوں

سے تکلیف دہ چیزوں کو ہٹا دینا۔ یہ سب اُمورِ ایمان کے کُل ستہتر شعبے ہو گئے۔

(عمدۃ القاری:۱/۱۲۸-۱۲۹)

ایک حدیث میں سبع و سبعون بھی آیا ہے اسی کی رعایت کرتے ہوئے شارح نے ایمان کے کُل شعبے ستہتر میں تقسیم کر کے دکھائے ہیں، ورنہ شارحین حدیث کے نزدیک کسی بھی عدد سے یہاں عدد مقصود نہیں ہے؛ بلکہ شعبوں کی کثرت بتلانا مقصود ہے۔

بہر حال! شعبوں کے عنوانات تو اس طرح ہمارے سامنے آ گئے، اب ہر اس شخص کو ــــ جو دین میں ترقی اور ایمان کی تکمیل کا خواہش مند ہو ــــ چاہیئے کہ بار بار اِن اُمور کا مطالعہ کرتا رہے، ساتھ ہی ساتھ اپنے اعمال کا جائزہ بھی لیتا رہے، پھر ان ایمانی صفتوں میں سے جس صفت کو اپنے اندر موجود پائے اس پر باری تعالیٰ کا شکر بجالائے تا کہ اور توفیق ملنے کا سبب بنے، نیز ایمان کے ان شعبوں کی حفاظت کا دھیان بھی رکھے؛ اور جس صفت سے اپنے کو خالی و محروم پائے تو فوراً اس کو اپنے اندر پیدا کرنے کی فکر شروع کر دے اور اللہ تعالیٰ سے خوب عاجزی اور منت کے ساتھ دعائیں مانگتا رہے کہ وہ اس صفت کے میرے اندر پیدا ہونے میں مدد فرمائے، کیوں کہ یہ تکمیلِ ایمان کا معاملہ ہے، کوئی معمولی مسئلہ نہیں، ہماری زندگی میں ان ایمانی شعبوں کا وجود ہی ہمیں مومنِ کامل بنائے گا؛ ورنہ ہمارا ایمان ناقص رہ جائے گا گو نجات کے لئے وہ بھی کام آئے گا؛ لیکن ظاہر ہے کہ کسی آدمی کے لئے ایمان میں نقص رہ جانے سے بڑھ کر اور کیا محرومی ہو سکتی ہے؟

احکامِ دین کی اجمالی فہرست

دین اسلام کا تعلق زندگی کے کن کن گوشوں سے ہے
اِسے جاننے کے لئے حدیث کی ایک کتاب بخاری شریف کی
ذیلی کتب کا تعارف اور اُن کے ابواب کی تعداد۔

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ
لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ هَوَاهُ
تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِهٖ
(مشکوٰۃ المصابیح: ۱/۱۳۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:
تم میں سے کوئی اس وقت تک مؤمن کامل نہیں ہوسکتا
جب تک کہ اس کی خواہش اس دین کے تابع نہ ہوجائے
جسے میں لے کر آیا ہوں۔

(۳) احکامِ دین کی اجمالی فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ وبہٖ نستعین

دین اسلام ایک کامل ومکمل دین ہے، دیگر مذاہب کی طرح چند عقیدوں اور دو چار رسومات کا نام نہیں ہے، وہ انسانی زندگی کو وفا شعار اور فرض شناس زندگی بنانا چاہتا ہے، اس نے عقیدے سے لے کر عبادات تک اور معاشرت ومعاملت سے لے کر اخلاق وعادات تک اسی طرح شخصی زندگی کی تہذیب سے لے کر اجتماعی وسیاسی مطالبات کے آداب تک ہر ہر جگہ اپنے ماننے والوں کو بے مثال اور بلند ترین اقدار ومعیار کا پابند کیا ہے، لیکن عام طور سے خود مسلمان بھی نہیں جانتے کہ اسلام ان کی زندگی پر پوری طرح اثر انداز ہے، ان کے خیال میں یہی ہے کہ اسلام بھی دیگر مذاہب کی طرح بس چند عقیدوں اور چند رسوم کا نام ہے، جن سے وہ دوسرے مذاہب کے مقابلے میں پہچانا جاسکے، جب کہ حقیقت اس کے برخلاف ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ عام آدمی نہ ہی پورے دین کی تفصیلات کو جان سکتا ہے، نہ ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا مکلف ہے، اسی وجہ سے مکمل علم دین حاصل کرنے اور باقاعدہ عالم بننے کو فرضِ کفایہ کہا گیا ہے، لیکن بہ قدرِ ضرورت علم حاصل کرنا ہر ہر مسلمان پر فرض عین ہے، جو چیز فرضِ عین ہوتی ہے وہ ہر ہر مسلمان پر لازم ہوتی ہے اور فرض کفایہ کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ضرورت کے بہ قدر مسلمانوں کے ادا کر لینے سے دیگر مسلمان بھی گناہ سے محفوظ ہو جاتے ہیں جیسے پنج وقتہ نمازیں ہر ہر مسلمان پر فرض ہیں اور جنازے کی نماز چند لوگوں کے ادا کر لینے سے باقی لوگ بھی فریضے سے سبک دوش ہو جاتے ہیں، پنج وقتہ نمازوں کو فرض عین کہتے ہیں اور جنازے کی نماز کو فرضِ کفایہ!

اسی طرح اتنا علم جس سے حلال وحرام، نجاست وطہارت کی تمیز اور نماز، روزہ وغیرہ کا صحیح طریقہ پر ادا کرنا ممکن ہو ہر مسلمان پر اس کا حاصل کرنا فرض ہے، اور پورے علم کا حاصل کرنا ہر علاقے کے اتنے مسلمانوں پر فرض ہے جن سے اس علاقے کے مسلمانوں کو وقت پر دینی رہنمائی مل سکے، اگر کسی علاقے میں اتنے علماء موجود ہیں تو کسی کو گناہ نہیں ہوگا، اور اگر نہیں ہیں تو اس علاقے کے سب مسلمان گنہ گار ہوں گے۔ اس لئے ہم بھی یہ نہیں کہتے کہ سارے ہی مسلمان عالم بن جائیں، البتہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ راہِ خدا میں ترقی کرنا چاہنے اور نیک بننا چاہنے والے مسلمانوں کو اتنا تو معلوم ہو جائے کہ دین ان کی پوری زندگی پر حاوی ہے، تاکہ وہ چاہے عالمِ دین نہ بنیں؛ مگر علماء سے معلوم کر کر کے پوری زندگی دین کے مطابق بناتے رہیں، کیوں کہ عالم بننا ضروری نہ ہونے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ پورے دین پر چلنا بھی ضروری نہیں۔

جب پورے دین پر چلنا ضروری ہے (خواہ پورے دین کے عالم بن کر یا عالموں سے پوچھ پوچھ کر) تو کم از کم اتنا تو معلوم ہو جائے کہ پورا دین کیا ہے اور کہاں کہاں اس کی ضرورت پڑتی ہے؟ چناں چہ اسی ضرورت کو پورا کرنے اور شعور بیدار کرنے کے لئے ہماری سمجھ میں ایک آسان ترکیب آئی ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم آپ کو صرف اتنا بتادیں کہ نبی کریم ﷺ کی احادیثِ مبارکہ کتنے عنوانات پر مشتمل ہوتی ہیں، پھر ہر عنوان کے تحت کتنے ذیلی عنوانات ہوتے ہیں اور پھر ان کے تحت بے شمار مسائل ہوتے ہیں، اسی ضرورت کے تحت ہم نے حدیث کی صرف ایک مشہور ومعروف کتاب ''بخاری شریف'' کے عنوانات ـــ جن کو کتاب کہا جاتا ہے ـــ کی فہرست عام فہم اردو میں جمع کی ہے، اور یہ بتلایا ہے کہ ہر عنوان کے تحت کتنے ذیلی عناوین ہیں ـــ جن کو باب کہا جاتا ہے ـــ بخاری شریف میں کل 98 کتابیں ہیں اور اُن کے تحت مجموعی اعتبار سے کل 3962 ابواب ہیں، پھر ان ابواب کے تحت ہزاروں مسائل ہیں؛ اور یہ بھی صرف بہ طورِ نمونہ ہیں۔

اس فہرست کو آپ تفصیل سے پڑھیں، اس سے ایک فائدہ تو یہ ہوگا کہ دین اسلام پوری

زندگی پر حاوی ہے کا صحیح مطلب سمجھ میں آجائے گا۔

دوسرا فائدہ یہ ہوگا کہ ایک مومن چاہے عالم نہ بنے؛ مگر علماء سے اسے کیا کیا سیکھنا ہے؟ اس کا پتہ چل جائے گا۔

تیسرا فائدہ یہ ہوگا کہ اپنی بستی میں عالم کی موجودگی اور اس کے ساتھ اپنے تعلق کی ضرورت کا علم ہوسکے گا۔

چوتھا فائدہ یہ ہوگا کہ اس ضرورت کی وجہ سے علماء کی قدر اور خدمت کا شوق پیدا ہوگا۔

پانچواں فائدہ یہ ہوگا کہ اپنی زندگی کو اسلامی تعلیمات اور نبوی سنتوں کے نور سے منور کرنے کی فکر بڑھے گی، سلوک کی اصل حقیقت کھلے گی اور حقیقی معنوں میں ہم سالکینِ راہِ خدا بن جائیں گے۔

چھٹا فائدہ یہ ہوگا کہ اگر ان سب باتوں پر ہم عمل نہیں بھی کرسکے تو کمی کا احساس توبہ کی توفیق اور تلافی کی فکر تو ضرور رہے گی، جو اس سے محروم رہنے سے کہیں بہتر ہے۔

ساتواں فائدہ یہ بھی ہے اور یہ بہت بڑا فائدہ ہے کہ اسلام کا احسانِ عظیم اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مہربانیوں کا اندازہ ہوگا کہ انہوں نے ہماری باوقار اور سہولت وراحت کی زندگی کی خاطر کیسی کیسی ضروری ہدایات دی ہیں کہ کوئی ماں باپ بھی اپنی اولاد کو ایک ایک بات اتنے اہتمام سے نہیں سکھاتے جتنا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سکھائی ہیں، اس پر مزید یہ کہ ہماری ہی عزت وراحت کے لئے بتائی گئی ان باتوں پر عمل کرنے سے اجر وثواب اور آخرت کی کامیابی بھی جوڑ دی گئی ہے، جسے کہا جاتا ہے ’’آم کے آم گٹھلیوں کے دام!‘‘

اللہ تعالیٰ ہمیں قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

والسلام

محمد عبدالقوی غفرلہٗ

احکامِ دین کی اجمالی فہرست

از: بخاری شریف

۶۹	اہل وعیال کے اخراجات کے احکام اس کے تحت ۱۶ عناوین ہیں	۸۱	دل کو نرم کرنے اور آخرت کو یاد رکھنے کے احکام اس کے تحت ۵۳ عناوین ہیں
۷۰	کھانے کے آداب واحکام اس کے تحت ۶۰ عناوین ہیں	۸۲	عقیدۂ تقدیر سے متعلق احکام اس کے تحت ۱۶ عناوین ہیں
۷۱	عقیقے کے احکام اس کے تحت ۴ عناوین ہیں	۸۳	قسم کھانے اور منت ماننے کے احکام اس کے تحت ۳۳ عناوین ہیں
۷۲	ذبح اور شکار کے احکام اس کے تحت ۳۸ عناوین ہیں	۸۴	قسم توڑنے کے احکام اس کے تحت ۱۱ عناوین ہیں
۷۳	قربانی کے احکام اس کے تحت ۱۶ عناوین ہیں	۸۵	وراثت کے احکام اس کے تحت ۳۱ عناوین ہیں
۷۴	پینے کی چیزوں سے متعلق احکام اس کے تحت ۳۱ عناوین ہیں	۸۶	آسمانی سزاؤں کے احکام اس کے تحت ۱۵ عناوین ہیں
۷۵	بیماریوں اور علاج کے احکام اس کے تحت ۳۱ عناوین ہیں	۸۷	چوروں، بدکاروں سے متعلق کے احکام اس کے تحت ۳۳ عناوین ہیں
۷۶	دواؤں اور علاج کے احکام اس کے تحت ۵۸ عناوین ہیں	۸۸	مالی بدلوں کے احکام اس کے تحت ۳۲ عناوین ہیں
۷۷	زینت اور لباس کے احکام اس کے تحت ۱۰۳ عناوین ہیں	۸۹	مرتد ہوجانے والوں کے احکام اس کے تحت ۹ عناوین ہیں
۷۸	آدابِ زندگی کے احکام اس کے تحت ۱۲۸ عناوین ہیں	۹۰	کفر پر مجبور کردیئے جانے کے احکام اس کے تحت ۷ عناوین ہیں
۷۹	ملاقات کے آداب واحکام اس کے تحت ۵۳ عناوین ہیں	۹۱	ضرورت پر حیلے اختیار کرنے کے احکام اس کے تحت ۱۵ عناوین ہیں
۸۰	اذکار اور دعاؤں کے احکام اس کے تحت ۱۷ عناوین ہیں	۹۲	خوابوں کی تعبیر کے احکام اس کے تحت ۴۸ عناوین ہیں

۹۳	قیامت سے قبل کے احوال اس کے تحت ۲۹ عناوین ہیں	۹۶	افراد کی خبروں کے احکام اس کے تحت ۶ عناوین ہیں
۹۴	حاکم اور رعایا کے احکام اس کے تحت ۵۴ عناوین ہیں	۹۷	سنتوں پر مضبوطی سے جمنے کے احکام اس کے تحت ۲۸ عناوین ہیں
۹۵	تمناؤں کے احکام اس کے تحت ۹ عناوین ہیں	۹۸	توحید کے مسائل واحکام اس کے تحت ۵۸ عناوین ہیں

